ڈاکٹر امان اللہ خاں

محسنِ انسانیت اور تعمیر شخصیت

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم یتلوا علیھم ایتہ و یزکیھم و یعلمھم الکتب و الحکمۃ ج و ان کانوا من قبل لفی ضلال مبین (۳ : ۱۶۳)

حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان پر احسان کیا جب کہ ان میں انہی کی جنس سے ایک ایسے رسول کو بھیجا کہ وہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ کر سناتے ہیں اور انھیں پاکیزہ بناتے ہیں، انھیں کتاب کی تعلیم دیتے ہیں اور دانائی کی باتیں سکھاتے ہیں۔ اور وہ اس سے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں سے تھے۔

بقول سید ابوالحسن علی ندوی: انسانیت کے مسائل اور مشکلات کا حل نہ لباس کی یکسانی ہے، نہ زبان اور تہذیب کا اشتراک، نہ ملک و وطن کی وحدت، نہ علم و دولت، نہ تہذیب و تنظیم، نہ وسائل و ذرائع کی کثرت، ان سب میں کوئی ایک بھی ایسی طاقت نہیں جو دنیا کو بدل دے۔ جب تک دل کی دنیا نہیں بدلتی باہر کی دنیا نہیں بدل سکتی، پوری دنیا کی باگ ڈور دل کے ہاتھ میں ہے، زندگی کا سارا بگاڑ دل کے بگاڑ سے شروع ہوا ہے، لوگ کہتے ہیں، مچھلی سر کی طرف سے سڑنا شروع ہوتی ہے، میں کہتا ہوں، انسان دل کی طرف سے سڑتا ہے۔ یہاں سے بگاڑ شروع ہوتا ہے اور ساری زندگی میں پھیل جاتا ہے۔ پیغمبر یہیں سے اپنا کام شروع کرتے ہیں، وہ خوب سمجھتے ہیں کہ یہ سب دل کا قصور ہے، انسان کا دل بگڑ گیا ہے، اس کے اندر چوری، ظلم، دغابازی کا جذبہ اور ہوس پیدا ہوگئی ہے۔ اس کے اندر خواہش کا عفریت ہے جو ہر وقت اس کو نچا رہا ہے، اور وہ بچے کی طرح اس کے اشارے پر حرکت کر رہا ہے۔ پیغمبر کہتے ہیں کہ ساری خرابیوں کی جڑ یہ ہے کہ انسان پاپی ہوگیا ہے، اس لیے سب سے ضروری اور مقدم کام یہ ہے کہ اس کے دل کی اصلاح کی جائے اور اس کے من کو مانجھا جائے۔[۱]

پروفیسر وائٹ ہیڈ نے بھی اسی بات کو ایک دوسرے انداز میں یوں بیان کیا ہے: "تہذیب و شائستگی

---

[۱] سید ابوالحسن علی ندوی، تعمیرِ انسانیت (کراچی، تاریخ نامعلوم): صفحات ۱۹، ۲۰۔

فکر کی ریاضت و حسن اور انسان دوستی کے جذب و قبول کی صلاحیت سے عبارت ہے۔ معلومات کے بے کار طوماروں سے اُسے کچھ سروکار نہیں ہے۔ خدا کی خدائی میں اس شخص سے زیادہ مغز چٹ کوئی نہیں ہوگا جسے محض معلومات کا پلندہ کہا جا سکتا ہے۔ ہمارا نصب العین یہ ہونا چاہیے کہ ایسے انسان تیار کیے جائیں جو ایک طرف تو تہذیب و ثقافت کے پتلے ہوں اور دوسری طرف علم کے کسی مخصوص شعبے میں ان کی معلومات ماہرانہ ہوں۔ یہ ماہرانہ علم ان کی مزید ترقی کا نقطۂ آغاز بنے گا اور ان کی ثقافت ان میں فلسفہ کی سی گہرائی اور فن کی سی بلندی پیدا کر دے گی۔[21]

"طالب علم زندہ مخلوق ہیں اور تعلیم کی غرض و غایت یہ ہے کہ ان کی شخصیت کی نشوونما کو تحریک میں لا کر اس کی رہنمائی کی جائے۔ اس قضیے کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اساتذہ کو بھی زندہ اور جاندار افکار کا حامل ہونا چاہیے۔"[22]

تعمیرِ شخصیت کے لیے جن بنیادی باتوں کی ضرورت تھی انھیں قرآنِ حکیم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبوی فرائض میں داخل کر دیا اور واضح طور پر یہ بیان کر دیا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم افرادِ نسلِ انسانی کے نفوس کو پاکیزہ بناتے، اخلاق کو سنوارتے اور انھیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔ دل کی صفائی اور پاکیزگی کی اہمیت اس قدر ہے کہ ایک طرف تو اُسے نبوی فریضہ قرار دیا گیا ہے، دوسری طرف خود اللہ تعالیٰ نے اس کی عظمت و افادیت کو ان الفاظ میں بیان کیا:

ونفس وما سوٰھا ہ فالھمھا فجورھا وتقوٰھا ہ قد افلح من زکٰھا ہ وقد خاب من دسٰھا۔ (۹۱: ۷-۱۰)

اور قسم ہے نفسِ انسانی کی اور اسے ٹھیک بنانے کی، پھر ہم نے اس کو الہام کر دی (یا سوجھا دی) اس کی نیکی اور بدی۔ جس نے اپنے نفس کو پاکیزہ بنا لیا، وہ کامیاب ہوا اور جس نے اُسے مٹی میں ملا دیا وہ ناکام ہوا۔

انسانی شخصیت کی اصلاح اور اس کی تعمیر کے راز سے پردہ اُٹھاتے ہوئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا:

اَلَا وَاِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَۃً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ اَلَا وَھِیَ الْقَلْبُ۔[23]

---

[21] اے۔ (این) وائیٹ ہیڈ، تعلیم کے مقاصد (لاہور ۱۹۶۸) ص ۱۹ [22] ایضاً، ص ۱۷

[23] امام محمد بن اسماعیل البخاری۔ صحیح البخاری (مصر ۱۳۴۵ھ)، کتاب الایمان۔ ج ۱، ص ۲۰

بلاشک جسمِ انسانی میں گوشت کا ایک ٹکڑا ایسا ہے کہ جب وہ درست ہو جاتا ہے تو پورا جسم درست ہو جاتا ہے اور اگر وہ خراب ہو جاتا ہے تو پورا جسم خراب ہو جاتا ہے اور بلاشبہ یہ انسان کا دل ہے۔

دل کے لیے قرآنِ حکیم نے مختلف الفاظ استعمال کیے ہیں۔ قلب، فؤاد اور نفس وغیرہ، انسان کا دل ایمانِ کامل اور یقینِ محکم سے ہی پاکیزہ ہوتا ہے۔

ایمان کی حقیقت بیان کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَنَّ رجلاً سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما الایمان؟ قال اِذا سرّتک حسنتک وساءتک سیئتک فانت مؤمن، قال: یارسول اللہ فما الاثم؟ قال اذا حاک فی نفسک شیئٌ فدعہ[۵۵]

ایک شخص آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے ایمان کی حقیقت کے بارے میں سوال پوچھا۔ حضور نے جواب دیا کہ جب تمھیں نیکی کرنے سے مسرت حاصل ہو اور بُرائی سے نفرت ہو تو تم مومن ہو۔ سائل نے گناہ کی حقیقت کے بارے میں استفسار کیا تو آنحضرت نے جواب دیا کہ جو شے تمھارے دل میں چبھن پیدا کرے اسے چھوڑ دو۔

تہذیبِ نفس اور تحسینِ اخلاق حقیقت میں ایک ہی چیز ہے۔ اسی لیے آنحضرت نے اپنی بعثت کا مقصد مکارمِ اخلاق کی تکمیل قرار دیا۔

بعثت لاتمم حُسن الاخلاق[۵۶]

انّما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق[۵۷]

امام غزالی نے اپنی مشہور کتاب احیاء علوم الدین نے خلق کی تعریف میں اسی حقیقت کی نشاندہی کی ہے۔[۵۸] یوں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی شخصیت کے نشوونما اور انسانیت کی تعمیر کے لیے موثر ترین طریقِ کار اختیار کیا۔ آپ نے تعلیمِ کتاب و حکمت سے بھی انسان کی شخصیت کو نشوونما اور ارتقا بخشا اور اپنی

---

۵۵ امام احمد بن حنبل، مسند بحوالہ خطیب تبریزی، مشکوٰۃ المصابیح (دمشق ۱۹۶۱)، ج ۱، ص ۲۰

۵۶ امام مالک، الموطا — ۵۷ کنز العمال، ج ۱، ص ۵ — مسند احمد، بیہقی

۵۸ حوالے کے لیے دیکھیے: امام غزالی، احیاء علوم الدین (مصر ۱۹۳۹) ج ۳، ص ۵۲

ذاتی عملی شان بھی ان کے سامنے رکھی۔ "وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیم" اور کان خلقہ القرآن کے درجے پر فائز ہادی نے "لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کا نمونۂ کامل انسانیت کے سامنے رکھا۔ آپؐ نے دنیا سے بھوک، بیماری اور جہالت کو دور کرنے کا نعرہ بلند کیے بغیر دنیا سے بھوک اور جہالت ختم کردی۔ اس کے ساتھ ساتھ اخلاقی بے راہ روی کو بھی ختم کردیا اور اسے ختم کر دینا ہی اپنی رسالت کا مقصود قرار نہیں دیا بلکہ انسانیت کو زیورِ اخلاق و تہذیب اور حسنِ شرافت سے مزین و آراستہ کرنا اپنی بعثت کا مقصد قرار دیا۔

اگر تعمیرِ شخصیت اور تعمیرِ انسانیت کے لیے حضورؐ کے ارشادات کی روشنی میں کردار سازی کی طرف توجہ دی جائے تو ہمارے اخلاقی مسائل خود بخود حل ہو جاتے ہیں۔

سطعات

از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ـــــ اُردو ترجمہ: مولانا سید محمد متین ہاشمی

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی برصغیر پاک و ہند کی وہ عظیم شخصیت ہیں جنھیں پورے عالمِ اسلامی میں نہایت قابلِ فخر اور بلند مرتبت ہستی سمجھا جاتا ہے ـــــ وہ بہترین مصلح، بہت بڑے مصنّف، جید عالمِ دین، نامور مفسّر، جلیل القدر محدث، بہت بڑے فقیہ، بلند پایہ مفکر اور عظیم صوفی تھے۔ ان کی تصنیفات اہلِ علم کے لیے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان میں جن افکار و خیالات کا اظہار کیا گیا ہے، وہ ہر دور کے لیے مفید اور قابلِ عمل ہیں۔

شاہ صاحب کی گراں قدر تصنیفات میں "سطعات" کو خاص اہمیت حاصل ہے، اس کے اردو ترجمے کی اشد ضرورت تھی۔ ملک کے مشہور عالم مولانا سید محمد متین ہاشمی نے اس کو اُردو کے قالب میں ڈھال دیا ہے ـــــ فاضل مترجم نے حل طلب مقامات پر حواشی بھی تحریر کیے ہیں اور جامع مقدمہ بھی لکھا ہے جس میں شاہ صاحب اور ان کے خاندان کے حالات اور ان کی خدمات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

قیمت: ۱۳/- روپے

ملنے کا پتا:- ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور